امریکہ واسرائیل: خون شریک بھائی

تحریر: سہیل احمد لون

امریکہ اور اسرائیل نظریاتی طور پر خون شریک بھائی ہیں جو ہر موقع پر ایک دوسرے کی بالواسطہ یا بلاواسطہ حمایت کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہوتے۔ مفادات کی بات آ جائے تو امریکہ اپنی ذات میں اقوام متحدہ بن کر کوئی بھی فیصلہ صادر کر دیتا ہے۔ جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ اقوام متحدہ کے تابع نہیں بلکہ اقوام متحدہ امریکہ کا بغل بچہ ہے۔ گو کہ اقوام متحدہ اور اسرائیل کی عمر میں کوئی خاص فرق نہیں لیکن اس کے باوجود اسرائیل کے اختیارات دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کا باپ یا دادا ہے۔ اقوام متحدہ بنانے کے لیے یہودی لابی کی خدمات کے بدلے اسرائیل کا وجود معرض وجود میں آیا۔ اس بارے میں کل اگر کسی کو شک تھا تو آج یہ بات یقین میں بدل چکی ہے۔ اسرائیل جب سے فلسطین پر ناجائز قابض ہوا ہے اس کا رویہ انتہائی ظالمانہ اور جارحانہ ہو چکا ہے۔ اور اس کی زندہ مثال یہ ہے کہ اسرائیل جب بھی کوئی مہلک ہتھیار بناتا ہے تو اس کا سب سے پہلا ٹیسٹ فلسطین کے معصوم بچوں، عورتوں اور جنگجوؤں پر کرتا ہے۔ اسرائیل کی غزہ پر حالیہ جارحیت میں ڈیڑھ سو سے زائد فلسطینی شہید ہوئے جن میں بچے، بوڑھے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں زخمی بھی ہوئے۔ انسانی حقوق کا پرچار کرنے والے ملالہ پر قاتلانہ حملے پر بہت پُر ملال بھی ہوئے، مذمتی بیانات بھی فوری جاری ہوئے، ائیر ایمبولینس کی آفرز ہونا شروع ہو گئیں، ملالہ ڈے منایا گیا، مگر جب غزہ میں بربریت کی داستان ویسی ہی ملالاؤں کے خون سے لکھی جا رہی تھی تو انہیں سب جائز لگتا ہے (اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ملالہ کے لیے انہوں نے جو کچھ کیا وہ درست نہیں تھا)۔ اقوام متحدہ یا امریکہ اگر چاہتا تو جنبشِ آبرو سے اسرائیلی جارحیت کو جامد و ساکت کر سکتا تھا لیکن اسرائیل مشرق وسطیٰ میں تخلیل کرنے کا مقصد ہی اُس پر حملے کر کے عربوں کو دھمکی اور مسلم دنیا کی دل آزاری کرنا مقصود تھا۔ اسرائیل اپنے آپ کو اسرائیل نہیں بلکہ عزرائیل ہی تصور کرتا ہے جیسے اپنے زمینی رب امریکہ کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ وہ جب چاہتا ہے غزہ میں ظلم کا بازار گرم کر کے دنیا کے ہر باشعور اور غیرت مند مسلمان کو دکھی کر دیتا ہے۔ امریکہ کا آشیر باد اسرائیل کو کیوں حاصل ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دنیا میں یہودیوں کی کل تعداد ایک کڑور چالیس لاکھ کے قریب ہے جسکا تقریباً نصف یعنی ستر لاکھ یہودی امریکہ میں، پچاس لاکھ اسرائیل میں، بیس لاکھ یورپ میں اور ایک لاکھ کے قریب افریقہ میں آباد ہیں۔ امریکہ کے تقریباً تمام بڑے بینک، تجارتی ادارے، ذرائع ابلاغ کے مالکان سے لے کر پینٹاگون اور وائٹ ہاؤس کے ملازمین کی بڑی تعداد تک یہودیوں کی ہے۔ اس کے علاوہ امریکی سیاست کو کنٹرول کرنے کے لیے امریکی یہودیوں کی بہت ہی بااثر تنظیم ایپاک ہے جو امریکی صدر سے لیکر سینٹ کے تمام ممبران کے الیکشن کے اخراجات کا بندوبست کرتی ہے۔ دراصل امریکہ اور اسرائیل دونوں ایک دوسرے کے مقاصد اور مفادات کی خاطر کام کرتے ہیں اور اس مفاداتی رشتے نے امریکہ کا منہ بند کر رکھا ہے اور اسرائیل کو ہر قسم کے ظلم کی اجازت دے رکھی ہے۔ اسلامی ممالک میں گھرا اکلوتا اسرائیل جب چاہے فلسطینی مسلمانوں پر قہر ڈھاتا ہے مگر مجال ہے کسی اسلامی ملک میں ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی جرات ہو۔ مشرق وسطیٰ میں تیل کے ذخائر سے مالا مال عرب

مما لک جنہیں کسی معاشی بدحالی کا سامنا نہیں مگر پھر بھی دنیا میں طاقتور ملکوں میں شامل نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں جو جیتا وہی سکندر ......مگر سکندر بننے کے لیے جرات اور طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ستر کی دہائی میں ذوالفقارعلی بھٹو مقتول نے اسلامی سربراہی کانفرس کا کامیاب انعقاد کر کے جرات کا مظاہرہ کیا۔ عالمی طاقتوں نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ بھٹو کی جرات اسلامی مما لک کو طاقتور بھی بنا دے گی۔ لہذا جرات مند سوچ سازش کی نذر ہوگئی۔ اس کانفرس میں شامل ہونے والے متعدد قائدین کو ان کی جرات کے مطابق سزا دی گئی۔ اللہ تعالی کا احسان ہے کہ وطن عزیز بے پناہ معاشی وسیاسی بحرانوں ،قدرتی آفات ، بدعنوانیوں کے باوجود ایٹمی طاقت بن گیا۔ سکندر بننے کے لیے جرات اور طاقت کی ضرورت ہوتی ہے مگر بدقسمتی یہ ہے کہ جب جرات تھی تو طاقت نہیں تھی اب طاقت ہے تو حکمران طبقے میں جرات نہیں۔ اسرائیل فلسطین پر، بھارت کشمیر پر محض اس لیے ظلم ڈھاتا ہے کہ وہ کمزور حریف ہیں۔ ان میں جرات تو ہے مگر لڑنے اور دفاع کے لیے مسلح ہونا بھی لازمی ہے۔ اسرائیلی جارحیت پر ایران، ترکی، مصر کے سربراہان نے جرات مندانہ مذمتی بیانات دیئے۔ کافی انتظار کے بعد ہماری طرف سے بھی نپے تلے الفاظ میں سرکاری سطح پر مذمت کی گئی۔ اسرائیل کے شدید حملوں میں آٹھ روز میں جتنے افراد لقمہ اجل بنے ہمارے ہاں غیر طبعی موت مرنے والوں کی تعداد کی شرح صرف شہر قائد میں اس سے کہیں زیادہ ہے۔ محرم الحرام میں شدید سیکورٹی کے باوجود چاروں صوبوں میں دہشت گردی کے واقعات ہونا لمحہ فکریہ ہیں۔ اس وقت فلسطین، کشمیر اور برما کے علاوہ اکثر اسلامی مما لک میں مسلمان ہی مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ دنیا کا معاشی نظام لڑائیوں کی وجہ سے مزید تباہ ہوتا جا رہا ہے اور اس وقت بھی سرد اور گرم جنگوں کی وجہ سے شدید معاشی بحران کے بادل چھا رہے ہیں۔ اسرائیل کو فلسطین کی معمولی مزاحمت کے باوجود شدید مالی نقصان کی وجہ سے معیشت کو خاصا جھٹکا لگا۔ اس سے امریکہ بہادر اور اسرائیل کو یہ بات سمجھ آجانی چاہیے کہ ایران پر حملہ ان کو کتنا مہنگا پڑے گا؟ اسرائیل نے جو گولہ بارود فلسطینیوں پر برسایا اور اپنے خون شریک بھائی امریکہ کی خواہش پر ایران پر بھی کب کا برسا چکا ہوتا مگر......ایرانی حکمرانوں میں جرات بھی ہے اور عسکری طاقت بھی، سیاسی و معاشی حالت بھی بڑی اچھی ہے، اندورنی مداخلت بھی کامیاب نہیں ہوئی، جنوبی کوریا، جاپان، چین اور بھارت نے امریکہ کے کہنے کے باوجود ایران سے اقتصادی بائیکاٹ نہ کیا۔ چین، برطانیہ، فرانس نے امریکہ کی خواہش کا احترام نہ کرتے ہوئے بھی ایران سے تیل خریدنے کو ترجیح دی، بھارت نے بھی اپنی معیشت کو مزید بہتر بنانے کے لیے ایران سے گیس لائن سمیت کئی تجارتی معاہدے کیے، ایران نے بھی گزشتہ تین دہائیوں میں اپنی عسکری طاقت کو بہت بہتر بنایا ہے۔ ترکی نے بھی جب سے یورپی یونین میں شامل ہونے کا خواب دیکھنا کم کیا ہے اس کی معاشی حالت میں تیزی سے بہتری آئی ہے۔ چین اور بھارت نے بھی اپنے سابقہ تنازعات کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں تجارتی تعلقات بہتر کیے ہیں جس سے ان دونوں مما لک میں معاشی استحکام آ رہا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بھارت اور چین G8 کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ پاکستان G8 میں شمولیت کا قابل تو نہیں ہوا مگر D8 کی چودھراہٹ کا دعوی دار ضرور ہے۔ شدید سیکورٹی خدشات کے باوجود اسلام آباد میں D8 کے اجلاس میں سربراہاں کا شرکت کرنا جرات سے کم نہیں۔ قانون کی بالادستی، انصاف کی فراہمی اور معاشی استحکام کسی بھی معاشرے کے تین اہم ترین جزو ہیں۔ D8 کے اجلاس کا بنیادی مقصد معاشی بہتری لانے کے لیے ایک دوسرے سے تعاون کرنا ہے۔ یورپی یونین اور اقوام متحدہ سمیت امریکہ اور اسرائیل کو یہ بات سمجھ آجانی چاہیے کہ جنگ اور

جارحیت سے دنیا میں معاشی بحران کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔احتجاجی مظاہرے، یک جہتی کی ریلیاں اور مذمتی قرار دادوں سے امریکہ اور اسرائیل کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ دونوں ایک ہی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ دیکھا جائے تو مٹھی بھر یہودیوں کا آپس میں اتفاق، تعلیمی قابلیت، سیاسی و معاشی استحکام انہیں اکثریت پر مسلط کیے ہوئے ہے۔اسلامی ممالک کا المیہ ہی یہی ہے کہ وہ نفاق کا شکار ہیں اور جب تک وہ متحد نہیں ہوں گے ان پر ایسی جارحیت ہوتی رہے گی۔ خدائی معجزے کی منتظر عوام ٌمعجزاتی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔ ویسے معجزے بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ذریعے ہی کرواتا ہے۔امریکہ نے اسلامی ممالک کو یکجا کر کے طاقتور بنانے والی سوچ ختم کر کے ابھی دم ہی لیا ہے کہ ایسی سوچ کے حامل مسلم ممالک کے کچھ حکمران پھر میدان میں آ گئے ہیں۔ بدقسمتی سے اسلامی ممالک کا مرکز سعودی عرب شاہ فیصل کے بعد تا حال ایسے لیڈر سے محروم ہے۔ دنیا بھر میں اٹھنے والے معاشی بحران امریکہ اور اسرئیل کو جیو اور جینے دو کی پالیسی اپنانے کی طرف راغب کر رہے ہیں بصورت دیگر ان کی حالیہ پالیسیاں دنیا کو معاشی تباہی کے سمندر میں غرق کر دیں گی لیکن جن کو انسانی خون کی لت پڑ چکی ہو اور وہ آپس میں ''خون شریک'' بھائی بھی ہوں تو پھر سب سے بڑا مفاد خون پینے یا خون چوسنے کا ہوتا ہے' امریکہ اور اسرائیل کی موجودہ پالیسیاں دیکھ کر اسے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

24-11-2012.